جناب ریحان اختر*

جنگ وامن کا تصور اسلام اور عیسائیت کی تعلیمات کے تناظر میں

آج کا انسان سائنس اور ٹیکنالوجی کے عہد زریں سے گذر رہا ہے۔مختلف قسم کے انکشافات روبہ عمل آرہے ہیں آرٹس اور سائنس کے شعبہ جات وجود میں آرہے ہیں، بودوباش کے طریقے بڑے تیزی سے بدل رہے ہیں، فلک بوس محلات وقصور، دلکش ودلفریب بلند عمارتیں دعوت نظارہ دے رہی ہیں، صنعت وتجارت کے دیدہ زیب اور خیرہ کن مراکز روز بروز وجود میں آرہے ہیں۔ یہ انسان بحروبر کے ہرنا چے میں فتح وتسخیر کی کمندیں ڈالے ہوئے نظر آتا ہے۔

لیکن یہ مشاہد ومناظر کا ایک رخ پیش کرتے ہیں۔اس کا دوسرا رخ یہ ہے کہ آج انسانی زندگی انتشار وبدنظمی اور تباہی سے دوچار ہے، ظلم وعدوان شباب پر ہے، فرد فرد جماعت جماعت میں آویزش وتصادم کا سلسلہ جاری ہے۔قومی سطح پر ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی منصوبہ بند طریقے سے انسانی دشمن طاقتیں انسانیت کو تہ تیغ کرنے کے درپہ ہیں اور روز بروز ان کوششوں میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے، یہ انسانیت دشمن طاقت وقوت کی بناء پر لحظ بھر میں ہزاروں اور لاکھوں افراد موت کے لقمہ تر بنالئے جاتے ہیں، معصوم انسانوں کو ایسے کاٹا جارہا ہے کہ جیسے بے جان درختوں پر آرے چل رہے ہوں، قوت واقتدار کے متوالوں کے ذریعہ املاک کو ایسے تباہ کیا جارہا ہے جیسے کہ ساری دنیا انہیں کی ملکیت ہو اور پوری انسانیت انکی رعایا ہے۔انسانیت کے دشمن ایسے ایسے طریقہ کار اپناتے ہیں کہ روح کانپ اٹھتی ہے۔یہ فرعونی طاغوتی طاقتیں ایسا کیوں کررہی ہیں؟ یہ ایسا اس لیے کررہیں ہیں کہ ساری دنیا ان کی ماتحتی کو قبول کرنے کا فیصلہ کرلے۔اور انہیں کے رحم وکرم پر اپنی زندگی گزارے۔

گویا کہ پوری دنیا میں طاقت وقوت زور ودبدبہ کی حکمرانی چل رہی ہے، کمزوروں کا کوئی پرسان حال نہیں، غربت زدہ طبقہ امیروں کے جبر وتشدد کے سائے تلے زندگی بسر کرتا نظر آرہا ہے۔پوری انسانیت سسکتی وبلکتی نظر آرہی ہے۔انسانی زندگی کا کوئی شعبہ اور دنیا کا کوئی خطہ بدعنوانیوں اور دسیہ کاریوں سے پاک نہیں ہے جس میں رہ کر انسان راحت وسکون اور امن واماں محسوس کرے۔دنیا کی موجودہ صورت حال کا ذمہ دار کون ہے؟ فتنہ وفساد کس نے برپا کر

---

* ریسرچ اسکالر شعبہ سنی دینیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

رکھا ہے، بدامنی و بدعنوانی کے اصول وضابطے کون بنارہا ہے۔قتل وغارت گری سفاکیت و درندگی کا ننگا ناچ کون کر رہا ہے، معصوم انسانوں کے خون کو چوس کر اپنی تشنگی کون بجھا رہا ہے، پاک دامن عورتوں کی عصمتوں کو تارتار کر کے اپنی خواہشوں کو پورا کون کر رہا ہے، املاک کو تباہ و برباد کون کرتا ہے، دنیا میں امن وآشتی، عدل وانصاف، اور حقوق انسانی کے نام پر ظلم وستم، جبر تشدد، بدامنی کی فضا سے معاشرے کو پراگندہ کس نے کر رکھا ہے۔قانون کے نام پر لاقانونیت، مذہب کے نام پر دہشت گردی کس نے پھیلا رکھی ہے، ان تمام سوالوں کا جواب دنیا میں بسنے والے لوگوں کی چیخ وپکار، آہ وبکا، بے گناہ انسانوں کا قتل، انسانیت کے ساتھ درندگی سفاکیت کا مظاہرہ اور ظالموں کے خلاف احتجاج خود اس کے گواہ ہیں، لیکن ان تمام نامساعد منحوس حالات کو مغرب نے اسلام اور مسلمانوں سے جوڑ کر رکھا ہے۔آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ سچائی کیا ہے اسلام کن چیزوں کی تعلیم دیتا ہے اور اس کے ماننے والوں کا انسانیت کے ساتھ عمل کیا جارہا ہے، کیا اسلام واقعی خونخواری و دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے جیسے مغرب نے اپنی تسبیح بناڈالی ہے۔

اسلام کی روشن تعلیمات اور اسکے زندہ وتابندہ اصول واحکام دنیا کے سامنے موجود ہیں، اسلام اللہ رب العزت کی طرف سے دنیائے انسانیت کیلئے طریقہ زندگی ہے جو ہمدردی ومحبت، انسانیت نوازی اور بشر دوستی کی تعلیم دیتا ہے نہ یہاں دوسرے علمبرداران مذہب کے تئیں جبرواکراہ پایا جاتا ہے اور نہ ہی دوسرے مذہب اور اہل مذہب کے جذبات سے کھلواڑ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ہاں دعوت وتبلیغ اسکے علمبرداروں کا طرۂ امتیاز ہے اور یہاں بھی حکمت وموعظت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ذیل میں اسلام کے امن وعدل پسند مذہب ہونے سے متعلق معروضات قابل ملاحظہ ہیں۔

اسلام کو ایک جارح مذہب اور مسلمانوں کو دہشت گرد قوم قرار دینا اسلام کے محکم اصولوں سے بے خبری کی دلیل یا دیدہ ودانستہ تنگ نظری کی بدترین مثال ہے۔اسلام ہمیشہ مذہبی تقدس اور قومی تشخص وامتیاز، انسانیت نوازی برقرار رکھنے کے لیے عمل پیہم اور جہد مسلسل کی اجازت ضرور دیتا ہے اور تبلیغ وہدایت کی ہر ممکن راہ کو خوش اسلوبی کے ساتھ طے کرنے کی تعلیم پر بھی زور دیتا ہے۔

ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن (النحل:۱۲۵)

ترجمہ: اے نبی! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت وحکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو۔

یہ تعلیم ان لوگوں کو دی جارہی ہے جن کے پاس فوج وسپاہ نہیں۔آلات حرب وضرب نہیں ہے صرف زبان کی طاقت ہے اس کو استعمال کرنے کے لیے بھی حسن گفتار اور طریقہ احسن کی قید لگادی گئی۔تبلیغ وہدایت کے نتیجے

میں اسلام قبول کرنے والوں کے ساتھ تالیف قلب اور حسن معاملہ کا درس دیا گیا، اور تلقین وہدایت کی ہر ممکن کوشش کے بعد بھی اسلام سے منحرف رہنے والوں کے ساتھ درگذر سے کام لینے کا فرمان جاری کیا گیا اور اس نرمی ورفق اور حسن کلام کی یہاں تک تعلیم دی گئی کہ کفار کے معبودوں اور پیشواؤں کو برا کہنے سے روک دیا گیا۔

ولاتسبوالذین یدعون من دون اللہ فیسبوااللہ عدوابغیر علم (الانعام:۱۰۸)

تم ان کے معبودان باطل کو جنہیں یہ خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہیں گالیاں نہ دو، ورنہ تو وہ جہالت کی بنا پر اللہ کو گالیاں دیں گے۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ایک ارشاد ہے:

”لااکراہ فی الدین قدتبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسك بالعروہ الوثقی لاانفصام لھاواللہ سمیع علیم“(البقرہ:۲۵۶)

دین میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے، سیدھی راہ غلط راہ سے ممتاز کر کے دکھائی جا چکی ہے اب جو کوئی معبودان باطل کو چھوڑ کر اللہ پر ایمان لاتا ہے وہ ایک مضبوط رشتہ سے تعلق جوڑتا ہے جو ٹوٹنے والا نہیں ہے اور اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

اسلام کے پیروکار نہ صرف یہ کہ اس پر کاربند ہوئے بلکہ اس پر عمل کر کے دنیا کو بتادیا کہ اسلام جو کہتا ہے اسی کے مطابق اپنے ماننے والوں کو تلقین بھی کرتا ہے۔ عالمی تاریخ میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جو اسلامی نظام عدل کی ایسی مثال پیش کر سکے۔ عہد فاروقی کا یہ مثالی کارنامہ کیا ساری دنیا کو حیرت واستعجاب میں ڈالنے کے لیے کافی نہیں ہے کہ اسلام کے پیروکاروں نے کس طرح سے انسانیت دوستی کا ثبوت پیش کیا، ایک مرتبہ فاروق اعظمؓ نے ایک بوڑھے آدمی کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ کیوں بھیک مانگ رہے ہو اس نے عرض کیا جزیہ ادا کرنے کے لیے، وہ بیچارہ بوڑھا نہ جان سکا کہ سائل کون ہے۔ آپ نے اسی وقت اعلان کرادیا کہ ایسے سارے آدمی جن کے پاس ذریع آمدنی نہیں ہیں ان کا جزیہ معاف کردیا جائے اسکے بعد تمام ریاستوں کے گورنر کو لکھ بھیجا کہ ایسے مفلوک الحال ذمی جو بڑھاپے یا بیماری کے سبب کما نہیں سکتے ان کو بھیک مانگنے کی ذلت ورسوائی سے بچایا جائے اور خزانہ شاہی سے ان کا وظیفہ مقرر کردیا جائے۔

تاریخ کے دریچے سے آج بھی جھانک کر دیکھا جاسکتا ہے کہ بیت المقدس پر جب عیسائیوں نے تسلط حاصل کیا تھا تو مسلمانوں کا کس طرح سے خون بہایا گیا تھا۔ مسلمانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح سڑک پر ذبح کر کے ان کا خون نالیوں میں پانی کی جگہ بہایا گیا، عورتوں، بوڑھوں، بچوں، کے ساتھ بلا فرق وامتیاز یہ رویہ اختیار کیا گیا تھا۔ اس کے بالمقابل تاریخ گواہ ہے کہ نوے سال بعد حضرت صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس کو فتح کیا تو تمام شہریوں

کو امان دے دی گئی تھی، حتیٰ کہ ہتھیار ڈال دینے والے سپاہیوں کی بھی جان بخشی کردی گئی۔ پورے شہر میں منادی کرادی گئی کہ جو کوئی یہاں سے جانا چاہے وہ نہ صرف اپنی جان بلکہ اپنا سارا مال و متاع سمیٹ کے لے جا سکتا ہے۔ چنانچہ ایک معروف گرجا کے پادری سے متعلق سلطان کو کہا گیا کہ گرجا میں جمع شدہ کروڑوں کا سونا وہ لے جا رہا ہے اسے سرکاری خزانے میں جمع ہونا چاہئے تو سلطان صلاح الدین ایوبی نے کہا کہ اسے نہ روکو ورنہ تو میرے حکم کی خلاف ورزی ہوگی۔ چشم فلک نے ایسے صدہا واقعات دیکھے ہیں جو آج بھی تاریخ اپنے سینے میں محفوظ کئے ہوئے ہے، اسی چیز کا اعتراف ایک فرانسیسی مورخ ڈاکٹر گستاولی بان اپنی کتاب تمدن عرب صفحہ نمبر ۲۰۹-۲۱۰ پر لکھتے ہیں۔

اشاعت قرآن اور دین اسلام کی حیرت انگیز سرعت نے مخالف مؤرخین کو نہایت تعجب میں ڈالا ہے، اور بجز اس کے کوئی توجیہ نہ بن پڑی کہ اس مذہب میں شہوت نفسانی کی باگ ڈھیلی کردی گئی ہے جس کی وجہ سے عوام کی رغبت اسی کی طرف ہوئی اور علاوہ یہ امر نہایت آسانی کے ساتھ ثابت ہو سکتا ہے کہ ان کا یہ خیال بالکل بے بنیاد ہے۔

آگے چل کر ڈاکٹر لیبان صفحہ دس پر لکھتے ہیں:

''جب ہم فتوحات عرب پر نظر ڈالیں گے اور ان کی کامیابی کے اسباب کو ابھار کر دکھائیں گے تو معلوم ہو گا کہ اشاعت مذہب اسلام میں تلوار سے مطلق کام نہیں لیا گیا کیونکہ مسلمان ہمیشہ مفتوح اقوام کو اپنے مذہب کی پابندی میں آزاد چھوڑ دیتے تھے اگر اقوام عیسوی نے اپنے فاتحین کے دین کو قبول کرلیا اور بالآخر ان کی زبان کو بھی اختیار کیا تو یہ محض اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے اپنے جدید حاکموں کو ان قدیم حاکموں سے جن کی حکومت میں وہ اس وقت تک تھے بہت زیادہ سچا اور سادہ پایا۔ یہ امر تاریخ سے ثابت ہو چکا ہے کہ کوئی مذہب بزور شمشیر نہیں پھیلایا جا سکتا جس وقت عیسائیوں نے اندلس کو عربوں سے فتح کرلیا اس وقت اس مفتوح قوم نے جان دینا قبول کرلیا۔ لیکن مذہب بدلنا قبول نہیں کیا۔

تہذیب و تمدن، شرافت و شائستگی، شرم و حیا، غیرت، مودت و محبت، رحم و کرم کی دولتوں سے محروم اہل یورپ کے نزدیک اسلام کے بعض قوانین ظلم و جور، جبر و تشدد، نفرت و عداوت کے زمرے میں ضرور داخل ہو سکتے ہیں حالانکہ حیاسوز حرکتوں کا کھلے عام ننگا ناچ ان کے یہاں فیشن شمار کیا جاتا ہے، کائنات کا ہر شخص ان کے لیے دشمن ہے جو ان کے مفاد کے لیے کام نہ کرے جو ان کی تہذیب و ثقافت کو قبول نہ کرے، جو ان کے کلچر کو اپنا تشخص نہ بنا لے، اگر کوئی شخص ان تمام چیزوں کو اپنا لے تو وہ انسان وہ ملک و قوم ان کی محبوب اور منظور نظر بن جاتی ہے۔ اگر کسی نے انکار کردیا تو ان کے ظلم و ستم کے سائے تلے زندگی گذارنے کے لیے تیار ہو جائے۔ حالانکہ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ قاتلوں کے حکم قصاص، چوروں کے لیے قطع ید۔ اور زانیوں کے لیے سزائے رجم اسلامی قوانین کے وہ دفعات ہیں جن کے بغیر معاشرہ

میں بدترین جرائم پر کنٹرول اور پوری دنیا میں امن وآشتی کی راہ ہموار نہیں ہوسکتی۔

لندن کی خاتون رائٹر کارین ارم سٹرانگ نے مذہب پر ایک درجن سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں اس خاتون کی تقریباً تین سو صفحہ کی ایک کتاب سیرت رسولؐ پر ہے۔ اس کتاب میں اسلام کا منصفانہ مطالعہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ خاص طور پر اس میں اس پر پیگنڈے کورد کیا گیا کہ اسلام ایک تشدد پسند مذہب ہے۔ کتاب کا خاتمہ ان الفاظ پر ہوتا ہے۔

Muhammad Founded a Religon and a Cultural Tradition that was not based on the sward-Despite the western myth-and whose name "Islam"Signifies peace and reconciliation .

ترجمہ: محمدؐ ایک ایسے مذہب اور ایسے کلچر کے بانی تھے جس کی بنیاد تلوار پر نہیں تھی مغربی افسانہ کے باجود اسلام کا نام امن وصلح کا مفہوم رکھنے والا ہے۔

Book named:Mahammad Western Attdempt.

to understandging Islam, By Mr. Karen Armstrong, Published.By Victor Gollancz ltd,London 1992,p266

اسلام صرف اگر افہام وتفہیم کا مذہب ہوتا، نیکی وراستی کا صرف سبق پڑھاتا، خداترسی وخداطلبی کا صرف وعظ کہتا، تادیب وسرزنش کوئی اس میں نہ ہوتی تو ہرگز ظلم وستم جبر وتشدد، فساد وہلاکت خیز تباہی وبربادی کا قلع قمع نہیں ہوسکتا تھا جو لوگ کہتے ہیں کہ اسلام کا تلوار سے کوئی تعلق نہیں رہا ہے، اس میں بھی مبالغہ آرائی ہے، کیونکہ فتنہ اور فساد کو کچل کر معاشرۂ انسانیت کو امن وآشتی کی نعمت سے ہمکنار کرنے کے لیے اسلام نے حدود وقیود کے پاس ولحاظ کے ساتھ تلوار اٹھانے کی اجازت دی ہے بلکہ شر وفساد کا قلع قمع کرنے کے لیے امر ناگزیر قرار دیا ہے۔ اسلام کی تلوار ایسے دگوں کی گردنیں کاٹنے کے لیے ضرور تیز ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ ظالم وجابر نہیں ہیں۔ بدکار وبدکردار نہیں جو صد عن سبیل اللہ نہیں کرتے، جو دین کو مٹانے کی پالیسی اور اس کو دبانے کی کوشش نہیں کرتے جو خلق خدا کے امن وامان اور اطمینان کو غارت نہیں کرتے خواہ وہ کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں، ان کے دینی عقائد خواہ کتنے باطل ہوں اسلام ان کے جان ومال سے کچھ تعرض نہیں کرتا ایسے لوگوں کے لیے اسلام کی تلوار کند ہے اور بے شک اس کی نظر میں ان کا خون حرام ہے۔